لالچی لکڑ ہارا

شیخ بشیر احمد

ٹینگہ پورہ،نواب بازار،سرینگر۔2

ایک بستی میں ایک غریب لکڑ ہارا رہا کرتا تھا۔ وہ ہر روز ایک جنگل میں جایا کرتا اور درختوں سے ٹہنیاں کاٹ کر ٹکڑوں میں توڑتا پھر انھیں سمیٹ کر ایک گٹھے کی شکل میں باندھ کر بازار میں فروخت کرتا تھا۔ اس سے ملی ہوئی قیمت سے وہ اپنے گھر کی گزر بسر کیا کرتا تھا۔

لکڑ ہارے کے دو چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تھے۔ جو بڑے خوبصورت اور پیارے پیارے سے تھے۔ اس کی نیک اور رحم دل بیوی بھی تھی جو ہر دن صبح کے ناشتہ کے بعد پریوار کا جھوٹا بچا ہوا کھانا باہر کھلی جگہ پر چھوڑ دیا کرتی تھی۔ جسے چگنے کے لیے موقع کی تاک میں بیٹھے آس پاس کے پرندے ٹوٹ پڑتے اور ادھم مچاتے ہوئے چٹ کر جایا کرتے۔

ان پرندوں میں شامل ایک لنگڑا کوا بھی تھا۔ جس کی ٹانگ شاید کسی حادثہ میں کٹی تھی۔ وہ اکثر کبھی آنگن میں کبھی دروازے یا کھڑکیوں کے پٹ پر پھدکتا رہتا اور نصیب کے دانے چگ کر شام ہوتے ہی اپنے گھونسلے میں چلا آتا تھا۔

ایک مرتبہ دن ڈھلنے کو تھا کہ لکڑ ہارا دن بھر کی کڑی مشقت کے باعث تکان سے چور ہو کر بیمار پڑ گیا اور بستر سے جا لگا۔ کئی دن اسی حالت میں گزرے تو گھر کا اناج ایندھن جو تھا سب ختم ہو گیا۔ چولہا نہ جلا تو پریوار پر فاقے کی نوبت آ گئی۔ بچے بھوک سے تڑپنے بلکنے لگے۔ لکڑ ہارے سے نڈھال بیوی اور بچوں کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ اسی حالت زار پر اس کی آنکھوں سے بے بسی کے آنسو ٹپکتے اور نقاہت کے باوجود ایک دن ہمت کر کے دل ہی دل میں جنگل جانے کا فیصلہ کر لیا۔

اگلے دن اپنی کلہاڑی اُٹھا کر جنگل کی راہ لی۔ دھوپ کی تپش میں پیاس کا مارا وہ خالی پیٹ لیے آہستہ آہستہ جنگل کی طرف قدم بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ جنگل میں جا پہنچا۔ تھکاوٹ کے باوجود ایک درخت کے پاس کھڑے ہو کر اپنے اندر کی ساری طاقت یکجا کر کے ٹہنیاں توڑنا شروع کیں۔ ابھی دو چار ٹہنیاں ہی توڑی تھیں کہ چکرا کر زمین پر گر پڑا اور سدھ بدھ کھو بیٹھا۔

تھوڑی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو دھیرے سے کھسک کر پاس کے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھا، اپنی لاچاری اور بیوی بچوں کی بھوک کے بارے میں سوچنے لگا۔

بیٹھے بیٹھے اچانک اس کی نگاہ سامنے درخت پر بنے گھونسلے پر پڑی۔ جس کے اوپر ایک کوّا منڈلا رہا تھا۔ نہ صرف منڈلاتا رہا تھا بلکہ اکلوتی ٹانگ کے سہارے ایک ٹہنی پر جا بیٹھتا کبھی دوسری ٹہنی پر بیٹھ کر پھدکنے لگتا تھا۔

لکڑہارے نے دور سے اس کی لنگڑی چال دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا اور سوچا۔

''— یہ تو وہی لنگڑا کوّا ہے۔ جو دن بھر اس کے گھر کے آنگن میں اپنی بھوک مٹانے کے لیے ادھر اُدھر پھدکتا رہتا ہے۔''

وہ اس کے حرکات وسکنات غور سے دیکھتا رہا— اُسے پورا یقین ہوگیا کہ یہ وہی لنگڑا کوّا ہے تو کچھ مطمئن سا ہوگیا۔ یکا یک اس نے کوّے کو چونچ میں کوئی چمکتی چیز دبائے اپنے سر پر منڈلاتے محسوس کیا۔ اگلے ہی پل وہ چیز کوّے کی چونچ سے چھوٹ کر لکڑہارے کے سر پر یوں آگری مانو جان بوجھ کر گرائی گئی ہو۔ کوّا اسے گرا کر اپنے گھونسلے میں لوٹ آیا۔

لکڑہارے نے اس چیز کو اُٹھا کر دیکھا تو وہ ایک سونے کی اشرفی تھی جو خوب دمک رہی تھی۔ اسے پا کر وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوا۔ اس نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر تو ادا کیا ہی کوّے کا ممنون بھی ہوگیا۔ اب وہ وہاں سے اُٹھ کر خوشی سے جھومتا ہوا بازار گیا۔ جہاں سے کھانے پینے کی چیزیں خریدلیں اور سورج ڈھلنے سے پہلے گھر لوٹ آیا۔ لکڑہارے کے ہاتھوں میں ڈھیر سارے پکوان دیکھ کر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اب تو یہ اس کا روز کا معمول بن چکا تھا کہ جب بھی جنگل میں جاتا کوّا اس کی جھولی میں ایک اشرفی گرا دیا کرتا اور وہ خوشی خوشی گھر لوٹ آیا کرتا۔ کئی دنوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اتفاق سے ایک دن لکڑہارا جنگل گیا تو اسے کوّا نظر نہ آیا۔ وہ پریشان ہوکر اسے ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا، مگر اسے دور دور تک کہیں اس کی صورت نظر نہ آئی۔ چونکہ وہ بنا محنت مزدوری کیے اشرفی پانے کا عادی بن چکا تھا۔ وہ لالچ میں سوچنے لگا۔

''کیوں نہ اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اُٹھا کر اس کے گھونسلے سے ساری اشرفیاں چرالوں۔'' یہ سوچ کر وہ جھٹ سے درخت پر جا چڑھا اور ایک لمبے بانس کی مدد سے کھنگال کر کوّے کا گھونسلہ اُجاڑ ڈالا۔ کرنا خدا کا کہ اجڑا ہوا گھونسلہ نیچے گر پڑا۔ اب تو غور سے دیکھا تو اس میں کوئی اشرفی نہ تھی۔ اسے اپنی ناقص سوچ پر پشیمانی ہوئی۔ وہ پچھتانے لگا۔ اب وہ شرمسار ہوکر درخت سے نیچے اُترنے لگا۔ اچانک اس کا پیر پھسل گیا اور وہ بل کھاتا ہوا پتھریلی زمین پر گر پڑا۔ جس سے کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ بدن خراشوں سے چور ہوگیا۔

کہتے ہیں لالچ کرنا بری بات ہے۔ ذرا صبر سے کام لیتا تو ممکن تھا کوّا اس کی جھولی میں ہر نئے دن اشرفی گرانا جاری رکھتا۔!!!

○○